ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

۲۷ مئی ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ دو روپے

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ — حضرت لاہوری قدس سرہٗ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُکُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ جُزْءً مِّنْ نَّارِ جَھَنَّمَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ کَانَتْ لَکَافِیَۃً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَیْھِنَّ بِتِسْعَۃٍ وَّسِتِّیْنَ جُزْءً کُلُّھُنَّ مِثْلُ حَرِّھَا متفق علیہ

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ کی گرمی دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کی گئی یا رسولؐ اللہ! یہ دنیا کی آگ بھی کافی تھی۔ آپؐ نے فرمایا دوزخ کی آگ اس آگ سے انہتر حصہ زیادہ کی گئی ہے۔ ہر ایک حصہ دنیا کی آگ جیسا گرم ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِجَھَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لَّھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَّعَ کُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یَّجُرُّوْنَھَا رواہ مسلم۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کو اس دن لایا جائے گا اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی ہر ایک باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچیں گے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَھْوَنَ اَھْلِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَھْوَنَ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا مَّنْ لَّہٗ نَعْلَانِ وَشِرَاکَانِ مِنْ نَّارٍ یَّغْلِیْ مِنْھُمَا دِمَاغُہٗ کَمَا یَغْلِی الْمِرْجَلُ مَا یَرٰی اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْہُ عَذَابًا وَّاِنَّہٗ لَاَھْوَنُھُمْ عَذَابًا متفق علیہ۔

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق سب سے ہلکے عذاب والا دوزخیوں میں سے وہ شخص ہوگا جس کے دو جوتے یعنی دو تلوے پاپوش کے اور دو تسمے آگ کے ہوں گے۔ ان کے سبب سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا جس طرح کہ ہانڈی کھولتی ہے وہ یہ خیال ہی نہیں کرتا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب میں کوئی اور بھی ہے حالانکہ وہ سب دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَھْوَنُ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَّھُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَیْنِ یَغْلِیْ مِنْھُمَا دِمَاغُہٗ رواہ البخاری

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب میں ابوطالب ہے وہ فقط جوتا دوزخ کا پہننے والا ہے جس کے سبب سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔

اُے بیٹے!

اس جماعت کی پیروی کر جو سوائے خداوند تعالیٰ کے کچھ خیال میں نہیں لاتی اور نہ اُس کے سوا کچھ سنتی ہے اور نہ اُس کے سوا کچھ دیکھتی ہیں۔" (نصائح غوث اعظمؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جلد ۲۰ ● شمارہ ۴۷

۲۷ مئی ۱۹۸۲ء

رئیس الادارہ

شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت

مولانا محمد اجمل قادری

محمد سعید الرحمٰن علوی

ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی



دفاتر

کراچی: انجمن خدام الدین بلڈنگ ... ناظم آباد کراچی

لاہور: خدام الدین مرکز اندرون شیرانوالہ دروازہ فون

بدل اشتراک

سالانہ ... ۸۰ روپے

ششماہی ... ۴۵ روپے

سہ ماہی ... ۲۵ روپے

فی پرچہ دو روپے



جماعتی مصالحت

ایک خوش آئند اقدام

اب کسی قسم کی رخنہ اندازی نہ ہونی چاہیئے

جمعیۃ علماء اسلام جیسی تاریخ ساز جماعت کو ماضی میں متعدد صدمات سے دوچار ہونا پڑا لیکن موجودہ انتشار اور پھر اس کے نتیجہ میں اکابرو احباب کے ایک حلقہ کی علیحدگی اور نئے گروپ کی تشکیل کا صدمہ بڑا ہی المناک تھا جسے اپنوں نے تو محسوس کیا ہی، بیگانوں نے بھی محسوس کیا۔ ہمیں ذاتی طور پر ایسے بہت سے لوگوں کا علم ہے جو جماعت سے وابستہ نہیں لیکن اس انتشار کا انہیں شدید صدمہ تھا اور وہ خلوص سے چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ کسی طرح حل ہو —— ساتھ ہی جماعت کے بعض مخلص حضرات بھی سرگرم عمل تھے تاکہ سینہ چاکانِ چمن کے مل بیٹھنے کا اہتمام ہو جائے —— بالآخر یہ سعادت جماعت کے ایک بوڑھے رہنما مولانا حبیب گل کے حصہ میں آئی جو ضلع کوہاٹ کے رہنے والے اور جمعیۃ نیپ کی سرحد حکومت میں ڈپٹی سپیکر بھی رہ چکے ہیں۔ اسی سال سے زائد عمر کا یہ بوڑھا اپنے اندر دردمند دل رکھتا ہے اس کا حوصلہ جوان اور قوت عمل نوجوانوں سے کہیں زیادہ ہے —— وہ بندۂ خدا اس مقصد کے لئے گھر سے نکلا اور نہ معلوم اسے اس مشن کے لئے کہاں کہاں کی خاک چھاننا پڑی اور بالآخر وہ اس مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ مولانا حبیب گل کے ساتھ دونوں گروپوں کے پانچ پانچ حضرات شامل تھے۔ اس گیارہ رکنی کمیٹی نے اپریل کے اواخر اور مئی کی ابتداء میں متعدد اجلاس کئے۔ اور بالآخر ۱۹ مئی کو مولانا حبیب گل نے ایک پریس کانفرنس میں ان فیصلوں کا اعلان کر دیا۔

فیصلوں کی دستاویز پر ہر دو فریق کے امرار گرامی حافظ الحدیث حجۃ اللہ علی الارض مولانا محمد عبد اللہ درخواستی اور مخدوم گرامی میاں سراج احمد دین پوری کے دستخطوں کی خبر بھی آچکی ہے اور مولانا جبیب گل نے اپنی پریس کانفرنس میں بھی دستخطوں کی توثیق کر دی ہے۔

کمیٹی نے مولانا زاہد الراشدی اور سید امیر حسین شاہ پر مشتمل ایک دو رکنی کمیٹی کو مجلس عمومی کے ارکان کی متفقہ فہرست تیار کرنے پر مامور کیا ہے۔ یہ دو رکنی کمیٹی جو فہرست تیار کرے گی اس کا جائزہ وسط جون میں مصالحتی کمیٹی لے گی اور پھر اس فہرست کی بنیاد پر یکم اگست کو لاہور میں جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا جو امیر سمیت تمام عہدیداروں کا انتخاب کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس اجلاس میں ایم۔آر۔ڈی کے تعلق کا حتمی فیصلہ ہوگا اور جنرل کونسل ہی اس کی مجاز ہوگی کہ وہ اس قضیہ کو نمٹائے۔ یکم اگست تک جمعیۃ، ایم۔آر۔ڈی کی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے گی۔

یہ فیصلے اپنی جگہ بڑے اہم ہیں اور ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر خلوص نیت، وسعت ظرفی اور جماعتی مفاد کو سامنے رکھ کر یہ وقت گذارا گیا تو انشاء اللہ تعالےٰ یکم اگست کا سورج خوشیوں کا پیغام لے کر طلوع ہوگا۔

اس سے قبل امام درخواستی کے رفقاء میں سے چند حضرات نے اپنے عہدوں کی قربانی دی اور کوششیں بھی ہوئیں جن کی تفصیل کا نہ وقت ہے نہ موقعہ لیکن افسوس کہ معاملہ خراب سے خراب تر ہوتا رہا اور کارکن پریشانی کا شکار رہے۔ اب جبکہ مصالحت کا فارمولا باقاعدہ تسلیم کر لیا گیا ہے تو ہم سب کو جہاں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونا چاہیئے وہاں خلوص سے اچھے مستقبل کی تعمیر کی فکر بھی کرنی چاہیئے اور ممکنہ رخنہ اندازیوں سے بچنا چاہیئے۔

رخنہ اندازیوں کے سلسلہ میں بنیادی اہمیت اخباری بیانات کو حاصل ہے کیا اچھا ہو کہ فریقین اس معاملہ میں غایت درجہ احتیاط برتیں اور کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے انتشار کو راہ ملے۔

بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ گھاگ قسم کے صحافی کچھ "اگلوانے" کے موڈ میں لمبی چوڑی تمہید باندھتے اور پھر ایسی چٹکی دیتے ہیں کہ معاملہ دگرگوں ہو جاتا ہے۔ اس لئے "کفِ لسان" وہ نبوی علاج ہے جس سے ہم لوگ بہت سے خرخشوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

اخباری خبروں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بعض بزرگوں کا رویہ شاید مثبت نہیں۔ مثلاً ہمارے مخدوم مولانا محمد شاہ امروٹی سے منسوب بیان بڑا ہی تلخ ہے۔ انہوں نے جہاں خود مصالحتی کمیٹی کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے وہاں میاں سراج احمد صاحب مولانا سید حامد میاں صاحب اور مولانا فضل الرحمن صاحب سے اپنے مسلسل رابطہ کی نوید بھی سنائی ہے اور بتلایا ہے کہ یہ حضرات بھی اس فیصلہ سے متفق نہیں۔ اسی طرح خواجہ خیرالدین نے مولانا سید حامد میاں سے اپنی قریبی ملاقات کے حوالہ سے بھی اسی قسم کا تاثر دیا ہے —— یہ تمام باتیں مصالحت پر اثر انداز ہو سکتی ہیں اور ایک بار پھر (خدا نہ کرے) صورت حال ابتر ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم اپنے بزرگان گرامی اور کارکنان عزیز سے درخواست کریں گے کہ وہ محتاط رویہ اختیار کریں اور ہر شخص اپنے مقام پر یہ کوشش کرے کہ مصالحت کا یہ عمل پروان چڑھے اور جماعت ایک بار پھر صحیح معنوں میں اپنا مؤثر رول ادا کر سکے —— اگر کسی بزرگ یا ساتھی کے متعلق اس قسم کا احساس ہو کہ وہ تلخی کا شکار ہے تو قریبی رفقاء کا فرض ہے کہ اس سے مل کر مسائل کو سلجھانے کی کوشش کریں۔ اس طرح کا اگر رویّہ

(باقی ۸ پر)

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

سُنّت و بدعت

جانشینِ شیخ التفسیر رحمہ اللہ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد از خطبہ مسنونہ:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:—

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ——

(صدق اللہ العظیم)

بزرگانِ محترم، برادرانِ عزیز! سنت اور بدعت نیز اہل سنت اور اہل بدعت یہ الفاظ آج بہت عام ہو چکے ہیں اور اکثر وبیشتر زبانوں پر جاری رہتے ہیں۔ آج کی صحبت میں بڑے اختصار کے ساتھ ان دونوں لفظوں اور طبقوں کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں چند گذارشات پیش کروں گا تاکہ برادرانِ دین ان کی روشنی میں اپنے اعمال و افکار کا جائزہ لے سکیں۔

سنّت و بدعت

عرف عام میں سنت نام ہے سرکار دو عالم قائدنا الاعظم الاکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کی اتباع و حکم سے خلفاء راشدین کے طریقوں کا اور اس کے بالمقابل بدعت نام ہے اُن جدید طور طریقوں کا جو آپ کے بعد بنا لئے گئے۔

حضور نبی مکرم علیہ السلام کا ایک ارشاد ہے جس میں ان لفظوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ امت کی ذمہ داریوں کا ذکر بھی ہے۔ محض ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:—

"تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا (میرے بعد) وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ پس تم میری اور خلفاء راشدین کی "سنت" کو لازم پکڑ لینا، سنت کو مضبوطی سے اختیار کرنا اور نئی باتوں سے بچنا۔ کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

گویا "سنت" کو لازم پکڑنا خیر کا ذریعہ ہے، اس میں نجات ہے، اختلافات سے بچنے کا ذریعہ ہے اور اس کے بالمقابل بدعت گمراہی اور ضلالت ہے۔

اہل سنّت اور اہل بدعت

مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں آپ دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اہل سنت وہ لوگ ہیں جو سنت کو اپنانے والے ہیں اور اہل بدعت وہ ہیں جو بدعات کے خوگر اور رسیا ہیں۔ اہل سنت کے ساتھ ایک لفظ اور بھی استعمال ہوتا ہے الجماعۃ اس سے مراد جماعت صحابہ ہے کہ حضور اکرم علیہ السلام کے اولین مخاطب، فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگیاں کھپا کر اور جان توڑ محنت کر کے آپ کی سنن و ارشادات کو محفوظ رکھا۔ انہیں امت تک پہنچایا اور اپنے آپ کو اس مقدس رنگ میں ڈھال لیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اختلافات سے بچنے کا طریقہ جہاں اپنی سنت کو لازم پکڑنا بنایا وہاں خلفاء راشدین کے طریق کو بھی شامل کیا اور ایک خلفاء راشدین پر کیا منحصر ہے

ساری جماعت صحابہ کو حضور اکرم علیہ السلام نے آسمان ہدایت کے تاروں سے تشبیہ دی اور ان میں سے ایک ایک کے نقوش پا کی پیروی کو ہدایت کا ذریعہ بتایا کسی عارف نے کتنی اچھی بات کہی ہے

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبیؐ کے یاروںؓ سے

سنت و بدعت ـــــ اور مزید ارشاداتِ رسالتؐ

قرآن کریم کی جو آیت شروع میں پڑھی گئی وہ سورۂ نساء کی آیت ہے اور اس میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ دنیا میں بھیجے اس لئے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی پیروی کی جائے گویا انبیاء علیہم السلام کے طور طریقوں کی اتباع اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسی عنوان سے اور متعدد ارشادات قرآن میں موجود ہیں۔ سورۂ الاحزاب کی مشہور آیت ہے جس میں آپ کے اسوۂ حسنہ کو لوگوں کے لئے اقتدار کا بہترین نمونہ بتایا گیا ہے یا مثلاً سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ نبی علیہ السلام کی پیروی کو قرار دیا گیا ہے اور آپ دیکھئے تو سورہ نساء میں اطاعتِ رسول کو اللہ کی اطاعت بتایا گیا ہے۔ اسی سورۃ نساء میں رسولؐ کی مخالفت کو جہنم کا ذریعہ بتایا گیا اور سورۃ نساء میں ایک جگہ رسول کی معصیت و نافرمانی کو اھانت آمیز عذاب کا باعث قرار دیا گیا ہے ـــ ان ارشاداتِ ربانی کے بعد سنت کی اتباع و پیروی کی اہمیت واضح ہوتی ہے ـــ مزید ارشادات سماعت فرمائیں :۔

"جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی جو دین میں داخل نہیں تو وہ بات مردود ہوگی"

نیز ارشاد رسالت ہے :۔

"جو قوم کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے تو ان میں سے اس بدعت کے برابر سنت پر عمل کی توفیق اٹھا لی جاتی ہے"

اسی طرح آپؐ سے منقول ہے :۔

"جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کی عمارت کو ڈھانے میں مدد کی"

ایک حدیث میں آپؐ سے منقول ہے :۔

"جس نے میری سنت سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا"

اولیاء کرام کے ارشادات

سنت و بدعت کے سلسلہ میں چند بزرگانِ سلف کے نہایت قیمتی ارشادات ملاحظہ فرمائیں، کہ عمل کی توفیق نصیب ہو اور آدمی سیاہ کاریوں سے بچ سکے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنت کو کشتی نوح کی مانند قرار دیا کہ جو اس میں بیٹھ گیا بچ گیا، جس نے اعراض کیا وہ غرق ہوگیا۔

حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اولیاء کرام کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مضبوطی سے پکڑیں۔ ان میں سے کسی کو یہ حق نہیں کہ جو اس کے دل میں آئے اسی پر کتاب و سنت کی موافقت کے بغیر عمل کرے۔

حضرت ابوعثمان نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے سنّت کو اپنے قول و فعل میں حاکم بنا لیا۔ اُس کا کلام حکمت سے پُر ہوگا۔ اور جس نے خواہشات کی پیروی کی، وہ بدعت میں مبتلا ہو کر رہ جائے گا۔

حضور علیہ السلام کے محبوب صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے :۔

(باقی ۱۹ پر)

کویت میں مجلس ذکر
منعقدہ یکم اپریل ۸۳ء

ترتیب و تحریر
سلیم انور شیرازی، کویت

جب کوئی اللہ کا نام لیوا نہ رہے گا قیامت آجائیگی

مجلس ذکر میں مولانا احمد علی سراج کا پُر مغز بیان

کویت (بذریعہ ڈاک) حسب سابق یکم اپریل ۱۹۸۳ء کی شام عبدالرؤف صاحب کی قیام گاہ سالمیہ میں مجلس ذکر منعقد ہوئی اور حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کی خصوصی دعاؤں سے اس مجلس کی آب و تاب میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مرتبہ قریباً پچاس حضرات مجلس میں شریک ہوئے ـ محترم حاجی باقر علی ظفر صاحب نے حسب معمول ذکر کرایا۔ اور اس مجلس میں برادرِ مکرم جناب زاہد جاوید انور صاحب نے جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ کا نامہ کرامت بھی حاضرینِ مجلس کو پڑھ کر سنایا جس سے حاضرینِ مجلس کو مزید روحانی تقویت ملی۔

ذکر کے بعد فاضل نوجوان حضرت مولانا احمد علی سراج صاحب دام فیوضہٗ نے ایک جامع و مانع تقریر ارشاد فرماتے ہوئے کہا :۔

برادرانِ محترم و بزرگانِ گرامی!

ہم سب نے ابھی ابھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ـــ سب سے بڑا ذکر یہی ہے کہ اس امر کا اقرار کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کوئی ہمارا حاجت روا، مشکل کشا نہیں، ہماری ہر بگڑی وہی بناتا ہے اللہ، اللہ ـــ جب تک اللہ کا نام لینے والا ایک انسان بھی دنیا میں موجود ہوگا قیامت نہیں آئے گی جب کوئی فرد اللہ کا نام لیوا نہ رہے گا قیامت آ جائے گی۔ گویا اس کائنات کا وجود اسی کے پاک نام سے وابستہ ہے۔ جب قیامت کے روز اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ پہاڑ سمندر سب ختم ہو جائیں گے۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے دکھائی دیں گے سمندروں کے پانی میں آگ لگ جائے گی۔

کلمہ کی مشکلات

دوستو اور بزرگو! ہم جو کلمہ زبان سے پڑھتے ہیں۔ تمام انبیائے کرام کی دعوت یہی کلمہ تھا۔ درحقیقت جب انسان یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اس بات کا عہد اور اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ! ہم تیری ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور تیرے نام کی سربلندی کے لئے اپنی جان مال سب قربان کر دیں گے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم) کے بتاتے ہوئے طریقوں کے سوا کسی طریقہ کو اختیار نہیں کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نے جب یہ کلمہ پڑھا ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے پڑے لیکن وہ اس کلمہ سے منحرف نہ ہوئے حضرت بلالؓ نے جب یہ کلمہ پڑھا، انہیں ننگے بدن گرم ریت پر لٹا کر گھسیٹا گیا، پیٹھ پر کوڑے لگائے

گئے، سینے پر گرم پتھر رکھے گئے۔ لیکن وہ احد احد ہی پکارتی رہیں حضرت سمیہؓ نے جب کلمہ توحید پڑھا ابوجہل نے انہیں انتہائی دردانگیز اور وحشت ناک سزا دی۔ انہیں لوگوں کے مجمع کے سامنے ننگا کر دیا گیا۔ ان کی ایک ٹانگ میں رسی باندھ کر اونٹ کے ساتھ باندھی گئی، دوسری ٹانگ سے رسی باندھ کر دوسرے اونٹ سے باندھی گئی اور اسے کہا گیا کہ اگر تو کلمہ توحید چھوڑ دے تو تیری جان بخشی کر دی جائے گی۔ اس پر حضرت سمیہؓ آنسو بہانے لگیں۔ ابوجہل نے کہا روتی کیوں ہو؟ حضرت سمیہؓ بولیں اس لئے روتی ہوں کہ کاش میری ہزار جانیں ہوتیں اور وہ خدا اور رسولؐ کے نام قربان کر سکتی۔ اس پر ظالم ابوجہل نے حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ پر نیزہ مارا اور دونوں اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑا دیا جس سے حضرت سمیہؓ کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ شہید ہو گئیں۔

اسی طرح حضرت یاسرؓ اور حضرت خبابؓ بھی راہِ خدا میں شہید ہو گئے۔

عبادت پر مغرور نہ ہوں

ایک حدیث نبوی کے مطابق کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ جو بھی ذی روح ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ہروقت مصروف ہے۔ جب کبھی یہ تسبیح بند ہو جاتی وہ بے روح ہو جاتی ہے۔ اس لئے انسان کو بھی لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو، ورنہ وہ ایک بے جان لاش کے مانند ہے۔ پہاڑ قیام کی حالت میں، چوپائے رکوع کی شکل میں، حشرات الارض سجدے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف ہیں۔ بعض فرشتے قیام میں بعض رکوع میں بعض سجدے میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی طرح انسان نماز کے دوران قیام، رکوع اور سجدے تینوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان کو اشرف المخلوق ہونے کا جو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے۔ اس کے لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اور اپنی زبان اپنے ہاتھ پاؤں سے نیکی کے کاموں میں مصروف رہنا چاہئے اور اپنی عبادت کے صلے میں جنت کو اپنے آپ کو "مستحق" سمجھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرنا چاہئے ہم اپنی عبادتوں پر مغرور نہ ہوں بلکہ ہروقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طلبگار رہیں۔ کیونکہ ہمیں اسی نے دوسری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے ؎

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

اس بیان کے بعد حضرت مولانا احمد علی سراج نے نہایت خشوع خضوع سے دعائیں مانگیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم پر درود شریف بھیجا حاضرین مجلس نے بھی درود اور دعاؤں میں شرکت کی۔

مجلس ذکر کے اختتام پر جناب حاجی عبدالرؤف صاحب نے حاضرین مجلس کی انواع واقسام کے کھانوں، مٹھائیوں، پھلوں اور چائے سے پُرتکلف ضیافت کی۔

بقیہ : اداریہ

اختیار کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ یکم اگست کو روٹھے ہوئے بھائی باہم معانقے کرتے اور کندھے سے کندھا ملا کر چلتے نظر آئیں گے۔

اللہ کرے کہ ہماری یہ خواہش پوری ہو اور ہم صحیح معنوں میں بنیان مرصوص بن سکیں۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ظفر علوی ۳-۶-۸۳ء



محبی و مکرمی علوی آزاد لقلم

۴، مئی ۱۹۸۳ء

تحیۃ وسلام

"حضرت لاہوری قدس سرہ کا فیض قرآنی" کے عنوان سے آپ کا نیا مقالہ دلچسپی اور شوق سے پڑھا اس سے پیشتر وہ مقالہ جو مولانا شبلی نعمانی کی نظارت المعارف دہلی کے سلسلہ میں لکھی گئی تحریر پر مبنی تھا پڑھ کر دلی مسرت ہوئی یہ معلومات افزا اور فکر انگیز مقالے قرآنی علم و حکمت کے شاداب و معطر باغ کے دو خوشی رنگ اور شگفتہ پھول ہیں ان مقالوں نے نظروں سے اوجھل گم شدہ تاریخی حقائق کو جس خوبصورتی سے بے نقاب کیا ہے اس سعی مشکور پر آپ نہ صرف اپنی جماعت بلکہ ہر علم دوست کی طرف سے مستحق مبارک باد ہیں حضرت الامام لاہوریؒ کی تمام خدمات و اصلاحات اور کاوشوں کا ماحصل آپ نے بجا طور پر صبغۃ اللہ قرار دیا ہے آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ "میرے نقطہ نظر سے حضرت لاہوری کا یہی اصل کارنامہ ہے کہ انہوں نے صبغۃ اللہ میں ہزاروں کو رنگ دیا اور قرآن کو ان کی روح کی غذا بنا دیا" بالکل صحیح اور درست ہے بیشک آپ کچھ عرصہ سے حضرت لاہوری کی مساعی اور سیرت و کردار پر غور فرما رہے ہیں لیکن ایک بیٹے منازل کے مبتدی اور ایک ادنیٰ شاگرد کی حیثیت سے جلوت و خلوت سفر و حضر صحبت و علالت غرض ہر جہت اور زندگی کے ہر پہلو سے مطالعہ و مشاہدہ کا اس خلوص و جھول کو جو موقعہ میسر آیا ہے وہ کسی دوسرے کے لئے ممکن نہ تھا محبت و عقیدت سے تو انکار نہیں کہ یہ تقاضائے فطرت ہے لیکن بڑے بڑے علماء و فضلاء اور ملک و قوم کے چوٹی کے لیڈروں اور دانشوروں سے مجھے سابقہ رہا ہے اس لئے تقابل و موازنہ کے قدرت نے جو گوناگوں مواقع فراہم کئے تو تنقیدی نگاہ سے جانچنے کی میں نے اپنی سی کوشش ضرور کی لیکن ایک شاگرد اور ایک بیٹے کی حیثیت سے اس بارے میں تفصیلی گفتگو تو مجھے زیب نہیں دیتی مگر خدا لگتی کہے بغیر رہا بھی نہیں جاتا حق یہ ہے کہ خلوص و للہیت تقویٰ و دیانت ذکر و فکر سادگی و طہارت محنت و مشقت اور استقامت علی الدین اگر یہی اللہ کے رنگ ہیں تو بلاشبہ اس دور میں مولانا احمد علیؒ صبغۃ اللہ کے ایک حسین اور مثالی پیکر تھے اور ان کے فیض صحبت سے ہزاروں لوگ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے گئے اور ان کی پچاس سالہ بے لوث اور مخلصانہ قرآنی خدمات کے صلہ میں اللہ جل ذکرہ نے انہیں انسانی تعمیر و اصلاح کا ایک ایسا قدرتی ملکہ اور فطری جوہر عطا فرمایا تھا جس کی رو سے وہ روحانی و اخلاقی امراض اور نفسیاتی کمزوریوں کی صحیح تشخیص کر کے قرآن حکیم کے ذریعہ ان کا بہترین علاج تجویز فرماتے جس پر عمل پیرا ہو کر خاندان کے خاندان راہ ہدایت پر گامزن ہو گئے اور ان کے علاقے بقعہ نور بن گئے اور انفرادی طور پر علماء وکلا ڈاکٹر انجینیر تاجر زراعت پیشہ اور صنعت کار ان کی روحانی اصلاح و تربیت اور درس قرآن کی برکت سے سچے اور اچھے مسلمان بن کر ابھرے اور اپنی اپنی لائن اور اپنے مفوضہ فرائض بطریق احسن ادا کرنے کے اہل بن گئے جن کی اکثریت نے بے مثال کارنامے انجام دیئے اور بنی نوع انسان کی اعلیٰ پیمانہ پر خدمت کر کے اس دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی عاقبت بھی سنوار لی اور حسنۃ فی الدنیا و حسنۃ فی الآخرۃ کا مصداق بن گئے رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سو بدل جائے

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

احقر عبیداللہ انور

محمد سعید الرحمٰن علوی

حضرت لاہوریؒ کا فیض قرآنی

حضرت کے خدام و متوسّلین توجہ فرمائیں

حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ جو ایک واسطہ سے نومسلم بزرگ تھے۔ کس طرح علم و معرفت کی دنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے —— ان سطور کے راقم نے اس عنوان پر بار بار سوچا کہ مولانا المحترم کو یہ عظمت کس طرح نصیب ہوتی ؟

اس عنوان پر جتنا سوچا یہی نتیجہ سامنے آیا کہ قرآن عزیز سے آپ کی والہانہ وابستگی ہی آپ کی عظمت کا اصل راز ہے — مولانا المحترم قرآن عزیز کی تدریس میں جتنے ماہر و مشاق تھے اسی طرح دوسرے علوم میں بھی انہیں یدِ طولیٰ حاصل تھا اس کا اندازہ ابتدائی دور میں سندھ کی ان درسگاہوں میں آپ کی تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ مختلف فنون کی کتابوں پر آپ کے حواشی سے ہو سکتا ہے جو مدرسہ قاسم العلوم کی لائبریری میں موجود ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے محسن و استاد مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ سے جو بیعت خدمت قرآن کے لئے کی تھی۔ اس کے نتیجہ میں آپ سب کچھ چھوڑ کر ربّ کریم کی کتاب کے ہو کر رہ گئے اور پھر زندگی کے کسی لمحہ بھی اس سے غافل ہونے کا سوال نہ تھا۔

قرآن عزیز کے ضمن میں آپ کی خدمات کے مختلف دائرے ہیں جن میں سے ایک دائرہ فضلاء مدارس کو تحریک عمرانی کے پیش نظر ربط کے ساتھ قرآن پڑھانے کا تھا۔ آپ کی زندگی میں یہ سلسلہ ابتدائے رمضان سے ذوالحجہ تک جاری رہتا — اور عیدالاضحیٰ سے قبل اختتام پذیر ہو جاتا۔ اس عظیم کلاس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت لاہوریؒ کے نام مشائخ و اکابر کے پرانے خطوط میں متعدد مکاتیب ایسے ہیں جو اس کلاس میں داخلہ کے لئے سفارشی مکاتیب کہلا سکتے ہیں۔ ان مکاتیب کے لکھنے والے بزرگان گرامی کے ناموں پر آپ نظر ڈالیں تو مولانا لاہوریؒ کی جلالتِ قدر کا آپ کو اندازہ ہو سکے گا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا نام زبدۃ المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہٗ کا آتا ہے جن کا خدمت قرآنی میں خود اتنا کام ہے جس کو کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ جیسے اساطین ملت سے آپ کو تلمذ حاصل تھا۔ اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقشبندی سلسلہ میں آپ باقاعدہ مجاز تھے۔ حتیٰ کہ شیخ کی کتاب "فوائد عثمانیہ" پر نظرثانی وغیرہ کا کام آپ نے کیا۔ آپ کے مشرب صحیحہ کے ترجمان علاقہ چھچھ کے نامور بزرگ حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ تعالےٰ تھے۔ اس دور میں محقق العصر حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر کو یہ مقام حاصل ہے ویسے آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے حضرات کے نام آتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہر کسی نے اپنی استعداد کے مطابق آپ سے فیض حاصل کیا اور پھر خدمت کی۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ اتنا بڑے انسان سفارشی خط دے کر طلبار کو مولانا لاہوری کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔

ایک نام ہمارے سامنے مولانا عبدالرحمٰن محدث امروہی قدس سرہٗ کا ہے جو قاسم العلوم نانوتوی قدس سرہٗ کے شاگرد اور جلیل المرتبت مدرس و عالم تھے۔ ساری عمر جامع مسجد امروہہ میں پڑھایا۔ آپ کے علاوہ فقیہ عصر، بوحنیفہ وقت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی، امام العصر حضرت العلامہ السید محمد انور شاہ کاشمیری علیہما الرحمہ کے نام قابل ذکر ہیں — اور حضرت الامام السید مدنی قدس سرہٗ تو ہر سال طلبہ کو بطور خاص اس نعمت عظمیٰ سے فیض یاب ہونے کی تلقین فرماتے۔

آگے بڑھیں تو حضرت لاہوری کے شیخ حضرت امام المجاہدین مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے قدس سرہ۔ شیخ حضرت سید العارفین مولانا غلام محمد صاحب دین پوری، رحمہ اللہ تعالےٰ۔ پہلی اجازت حضرت امروٹی نے آپ کو دی تو حضرت دین پوری نے اس کی تائید و تصدیق فرمائی یوں آپ ان دونوں مشائخ گرامی کے فیض یاب کہلائے۔ حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے صاحبزادے اور خلف الرشید مخدوم العلماء والصلحاء مولانا میاں عبدالہادی قدس سرہ کو نہ صرف تربیت کے لئے آپ کے سپرد کیا بلکہ دورۂ تفسیر قرآن کے لئے بھی لاہور بھیجا۔ اس کا انکشاف چند دن قبل شیرانوالہ مدرسہ قاسم العلوم کی لائبریری میں اس وقت ہوا جب ہم لوگ ولی اللہ سوسائٹی کی فکری نشست کے سلسلہ میں علمی مذاکرہ میں مشغول تھے اس محفل کے صدر نشین حضرت مولانا عبیداللہ انور تھے اور اپریل کی اس ماہانہ مجلس میں حسنِ اتفاق سے مخدومی میاں مسعود احمد صاحب بھی موجود تھے میاں مسعود احمد صاحب "درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست" کے مصداق صالح نوجوان اور دنیائے قلب و نظر کے عظیم انسان ہیں۔ محترمی میاں سراج احمد صاحب کے خلف الرشید اور حضرت میاں عبدالہادی صاحب کے پوتے ہیں۔ مرحوم میاں صاحب کو اپنے اس عزیز پوتے سے جو انس و پیار تھا وہ ایک دنیا کو معلوم ہے۔ مسعود صاحب حضرت والا کے امام صلاۃ، ہمہ وقت کے خادم اور ان کے منظورِ نظر تھے۔ ویسے اپنے مزاج کے پیش نظر انہوں نے انہیں مولانا انور کے سپرد کر رکھا تھا اور وہ اپنی سعادتمندی کے سبب اب بھی باقاعدگی سے تشریف لاتے اور کئی کئی دن قیام کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں وہ تشریف لائے ہوئے تھے کہ اس مجلس میں ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اُن سے خود مولانا انور نے یہ سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ ہاں حضرت میاں صاحب کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اس مقصد کے لئے لاہور بھیجا تھا —— میاں مسعود احمد صاحب جیسے مستند اور ثقہ راوی کی روایت کے بعد حضرت لاہوری کے معاملہ میں میرے دل میں اور عظمت پیدا ہو گئی کہ ان کے شیخ حضرت دین پوری اپنے صاحبزادے کو بغرض حصول تعلیم قرآن یہاں بھیجتے ہیں۔

یوں اگر آپ حلقہ علماء و مشائخ پر نظر ڈالیں تو آج کے دور کی عظیم علمی شخصیت مولانا السید ابوالحسن علی میاں حضرت کے شاگرد ہیں اور انہی کے بقول آج کا علی میاں جو کچھ ہے وہ حضرت لاہوری کی وجہ سے ہے ورنہ فضلاء ندوہ کی طرح وہ اچھا ادیب اور بہت کچھ ہوتا لیکن دل کی دنیا میں انقلاب اور کلام ربانی کی طرف رجوع اس چشمۂ فیض کا اثر ہے۔

ہمارے ضلع سرگودھا میں ایک قصبہ ہے "بیربل" حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالےٰ یہاں کے مشہور صاحب نسبت شیخ اور سلوک مجددی کے ماہر

غواص تھے۔ ان کے جانشین حضرت خواجہ محمد عمر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ احقر کے والد مولانا محمد رمضان علوی اور ان کے ذریعہ ہم سب بھائیوں پر بے حد مہربان تھے۔ بڑے پختہ کار عالم، سادہ منش اور کھری کھری باتیں کرنے والے ایک صاحب نظر شیخ طریقت تھے۔ حضرت المخدوم میاں شیر محمد صاحب شرق پوری قدس سرہٗ سے انہیں نسبت تھی۔ عم محترم مولانا سید محمد شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جس زمانہ میں مسجد پولیس لائن سرگودھا میں خطیب تھے حضرت خواجہ صاحب سے احقر اور برادر مکرم مولانا عزیز الرحمن کی ملاقات ہوئی اس وقت آپ نے حضرت لاہوری کے ٹھوس نظریات کا مزے مزے سے ذکر کیا۔ خواجہ صاحب کے مستفیدین میں مولانا فضل احمد صاحب' لاہور میں مقیم ہیں اور ماہنامہ سلسبیل کے ایڈیٹر، مولانا عبیداللہ انور اور ہمارے حلقہ کے دوسرے علماء سے انہیں خوب تعلق خاطر ہے اور میرے نزدیک یہ فیضان ہے حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا۔

اصل میں مجھے ذکر کرنا تھا ایک اور بزرگ کا جن کا اسم گرامی مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (شجاع آباد) ہے لیکن یہ اس حکایت لذیذ میں ایسا کھویا کہ کہیں سے کہیں نکل گیا۔

کچھ دن قبل مولانا انور زید مجدہم نے "فیض روحانی" نامی ایک مختصر رسالہ کا ذکر فرمایا۔ جو حضرت بہلوی قدس سرہٗ کا اپنا تحریر کردہ ہے اور پھر وہ رسالہ بغرض استفادہ احقر کو عنایت بھی کیا۔ اس رسالہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے حضرت سندھی اور حضرت لاہوری سے اپنے استفادہ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مولانا بہلوی نے مختلف مدارس میں حصول تعلیم کے بعد دیوبند کا سفر کیا۔ تین دن اُن کے اسباق حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کے پاس ہوئے پھر وہ حجاز تشریف لے گئے تو علامہ کاشمیری سے کتب دورہ پڑھیں علامہ کاشمیری کے علاوہ ان کے اساتذہ میں حضرت میاں اصغر حسین صاحب اور علامہ عثمانی بھی تھے —— آپ نے قلب مضطر کی بے قراری کی غرض سے جو طویل اسفار فرمائے اُن کا ذکر اس رسالہ کے علاوہ آپ کے صاحبزادہ مولانا عبدالحی صاحب کے مرتب کردہ مختصر رسالہ میں بھی ہے —— حضرت لاہوری قدس سرہٗ سے پہلے انہوں نے حضرت مولانا حسین علی صاحب کے پاس قرآن پڑھا پھر لاہور تشریف لائے۔ فرماتے ہیں:۔

"دوسرے سال لاہور میں بغرض ترجمہ بخدمت حضرت مجاہد ملت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ حاضر ہو کر ترجمہ پڑھا اور رنگ، جان، مال، وطن، آبرو کی قربانی کرنے کا (حکم) قرآن مجید میں پایا۔ مولانا مذکور بڑے کشف اور فراست والے ہیں۔ حالت دیکھ کر فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو —— خلاصہ یہ کہ عریضہ حضرت مرشد جناب والا مولانا تاج محمود امروٹی سندھی قدس سرہٗ کی خدمت میں میرے متعلق لکھا اور حاضری خدمت کا بھی کہا چنانچہ دو تین دن پہلے بندہ امروٹ شریف حاضر ہوا اور حضرت مولانا مدظلہٗ دو تین دن کے بعد آ گئے۔ حضرت مذکور مدظلہٗ (حضرت لاہوری) نے حال سنا اور پہچان لیا اور بہت سی چیزیں کشف کی ظاہر فرمائیں مگر اس وقت سرکاری نہر آ رہی تھی اور مسجد سامنے آتی تھی اور گرتی تھی حضرت مذکور قدس سرہٗ (حضرت امروٹی) نے سرکار کو اعلان جنگ کا دے دیا تھا کہ یا نہر کا رُخ بدلا دو یا اعلان جنگ ہے۔ سینکڑوں مرید جاں نثار جمع ہو رہے تھے کہ

اگر رُخ بدلا تو خیر، وگرنہ جان کی قربانی دی جائے گی میدانِ جنگ نہر کے قریب بنایا اور بندہ کو بھی (مولانا عبداللہ بہلوی) اس میدان کے صاف کرنے والوں میں منتخب کیا بعض رفیق آ کر سناتے کہ حضرت پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کام کیسے کر رہا ہے؟ دل سے یا بے دلی سے؟ کام کرتا رہا چند دن گذر گئے وہ دن بھی آ گئے کہ نہر قریب مسجد کے آ گئی نام کا چناؤ کیا گیا۔ کہ کون شخص ہے کہ جان دینے کے لئے تیار ہے ان میں سے بندہ کا نام دوسرا نمبر تھا آخر الامر ایک دن حضرت مولانا احمد علی مدظلہ نے پکارا کہ فلاں شخص کہاں ہے؟ حاضر ہوا اس کے بعد حضرت مدظلہ اور مولانا صاحب اور بندہ ایک ہی دسترخوان سے کھانا کھاتے تھے۔ حضرت مرشد نے اپنے پاس رکھ لیا اور سرکار نے نہر کا رُخ بھی بدلا دیا جنگ تک نوبت نہ آئی حضرت قدس سرہٗ نے بہت سے اذکار قادری خاندان میں فرمائے۔ واپس غریب خانہ آیا (صت ۲۰-۱۹)

اس طویل اقتباس سے حضرت بہلوی کا حضرت لاہوری کی خدمت میں حاضر ہونا، دورۂ تفسیر پڑھنا اور آپ کے درس کا رنگ جہاں معلوم ہوتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لاہوری خدام و طالبین کو اپنے مشائخ کے پاس بھجوانے جیسا کہ مولانا بہلوی کو حضرت امروٹی کے پاس بھجوایا۔ اور یہ آپ کا غایت درجہ احترام تھا اپنے مشائخ کے معاملہ میں! اس کی تصدیق مولانا علی میاں کی کتاب "پرانے چراغ" جلد اوّل کے اس مضمون سے بھی ہوتی ہے جو حضرت لاہوری سے متعلق ہے اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ میری بیعت کی درخواست پر آپ نے مجھے خط دے کر دین پور شریف بھیجا۔ آپ کے دل میں اپنے مشائخ کی یہ قدر تھی تو مشائخ کا آپ پر وہ اعتماد تھا جس کا ذکر پہلے گذرا۔

اس سے اگلے ہی سال مولانا بہلوی نے حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا جس کا ذکر اسی رسالہ کے صت ۲۲ پر ہے اس کی دو لائنیں زیر غور ہیں۔ فرماتے ہیں:

"پہلا سفر حج جس میں بہت بزرگ ملے تھے اس میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ سے بہت کچھ فیض علمی و روحی حاصل کیا تھا"۔

گویا شاگرد و تربیت یافتہ (مولانا لاہوری) کے بعد استاذ و مربی (مولانا سندھی) سے استفادہ کیا اور وہ بھی سرزمین وحی میں —— گو کہ مولانا نے حضرت امروٹی سے قادری سلسلہ میں استفادہ کیا لیکن آپ نے زیادہ استفادہ نقشبندی بزرگوں سے کیا جن میں مولانا محمد امیر دامانی، مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں، مولانا محمد عمر کوئٹہ، مولانا فضل علی شاہ صاحب مسکین پور صوفی عمر جی گجراتی قدس سرہم کے اسماء ذکر کئے گئے ہیں اور آپ کے صاحبزادہ مولانا عبدالحی کی روایت کے مطابق حضرت امروٹی نے سلسلہ قادریہ میں اور حضرت حکیم الامت تھانوی نے سلسلہ چشتیہ میں اجازت دی۔ (سوانح عمری معہ ملفوظات صت ۲۲-۲۳)

حضرت لاہوری کی پچاس سال پر محیط خدمت قرآنی نے ایسے ایسے شہباز تیار کئے جن میں سے ہر ایک گوہر شب چراغ تھا۔ جن میں سے ایک مولانا بہلوی تھے جن کا درس قرآن خود شہرہ آفاق ہوا اور سلوک و طریقت میں ہزاروں بندگان خدا نے ان سے استفادہ کیا۔

اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت الامام لاہوری

فضائلِ شعبان المعظّم

مرتبہ : ابراہیم یوسف باوا صاحب (برطانیہ)

برکات کا مہینہ اور نجات کی رات

گردشِ لیل و نہار نے ماہِ رجب کو بھی ماضی میں تبدیل کر دیا جس کو اللہ رب العزت نے گناہوں سے معافی مانگنے کے لئے بنایا اور رجب کے بعد عیبوں سے پاک ہونے کے لئے شعبان المعظم لایا اور اس کے بعد دلوں کو روشن کرنے کے لئے رمضان المبارک بھیجا۔ قمری مہینوں میں شعبان سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ برکات و حسنہ کے لحاظ سے صرف رمضان المبارک ہی سے کم ہے باقی تمام مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

سورۂ دخان کی ابتدائی آیتیں:
حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝
تا ..... اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

ترجمہ: حٰم قسم ہے کتاب مبین کی ہم نے اس کو ایک برکت والی رات میں اتارا۔ ہم آگاہ کرنے والے ہیں اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے ہم بوجہ نعمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے ہوتی ہے۔ پیغمبر بنا کر بھیجنے والے تھے۔ بے شک وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

اس بابرکت مہینہ کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ فرمایا۔ شعبان شهری (شعبان میرا مہینہ ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو اپنی طرف منسوب فرما کر اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ یہ بابرکت مہینہ اللہ رب العزت کی عبادت و اطاعت اور بندوں کی خدمت کا ایک خصوصی پروگرام پیش کرتا ہے۔ جو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کی زندگی کا حقیقی مشن ہے۔ اس پروگرام پر عمل پیرا ہونے کے لئے بے شمار اجر و انعام کا وعدہ ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اس مہینہ کی برکتوں اور خوبیوں سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس مہینہ میں لوگوں کے اعمال اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوں تو روزہ سے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے نزدیک روزہ رکھنے کے واسطے شعبان کا مہینہ زیادہ محبوب تھا۔ آپؐ شعبان میں روزہ رکھتے تھے۔ اور پھر اس کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔ چنانچہ :-

★ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تو رکھتے چلے جاتے۔ اور جب افطاری کرتے تو افطاری ہی کرتے چلے جاتے۔ میں نے آپؐ کو شعبان سے زیادہ بجز رمضان کسی اور مہینہ میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد تلخیص)

★ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روزے رکھنے کے لئے سب سے زیادہ محبوب مہینہ شعبان کا تھا۔ آپؐ رمضان میں روزے رکھتے یہاں تک کہ رمضان میں ملا دیتے تھے۔

★ امام نسائی نے حضرت اسامہ ابن زیدؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جتنے روزے آپؐ ماہِ شعبان میں رکھتے ہیں اتنے آپؐ کسی اور مہینے میں نہیں رکھتے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا لوگ اس مہینہ (کی عظمت و بزرگی) سے غافل ہیں۔ یہ مہینہ رجب و رمضان کے درمیان واقع ہوا ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مخلوق کے اعمال خدا کی جناب میں پیش کئے جاتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزہ دار ہونے کی حالت میں پیش ہو۔

★ حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ آپؐ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! آپؐ کو اور مہینوں سے زیادہ شعبان میں روزہ رکھنا کیوں پیارا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اس مہینہ میں اس سال مرنے والوں کی موت لکھی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری موت کا حکم جب روزہ دار ہونے کی حالت میں لکھا جائے۔ اس کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

★ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا جو شخص شعبان کے مہینے میں (ہمیشہ) ایک بھی روزہ رکھتا رہے گا اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جائیں گے۔ اس مبارک مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے کہ کبھی ایسا محسوس ہونے لگتا کہ اب رمضان تک مسلسل روزے رکھتے جائیں گے اور جب کبھی افطار فرماتے یعنی روزہ ترک فرماتے تو یہ شبہ ہونے لگتا کہ اب نہ رکھیں گے۔

ان تمام روایات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اس بابرکت مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر کثرت سے روزے رکھنے کی وجہ سے ضعف کا اندیشہ ہو اور رمضان المبارک کے روزہ پر بُرا اثر پڑنے کا خطرہ ہو تو صرف پندرھویں دن کا روزہ رکھ لیں ——— چنانچہ ترمذی شریف میں ہے :-

اِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ رَمَضَانَ۔ یعنی جب آدھا شعبان ہو جائے تو رمضان کے آنے تک روزہ مت رکھو۔

ایک مشورہ

اگر آپ سال بھر روزہ رکھنے کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک آسان نسخہ یہ ہے کہ ہر مہینہ میں ایام بیض یعنی تیرہ، چودہ، پندرہ کا روزہ رکھ لیا کریں۔ انشاء اللہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (جو شخص ایک نیکی لائے اس کو دس نیکی کے بقدر اجر ملتا ہے) کے مصداق بن کر سال بھر روزہ کا اجر و ثواب مل جائے گا۔۔ لیکن ان تین روزوں کو شعبان ہی کے لئے مخصوص نہ قرار دیا جائے اس لئے کہ حدیث میں خاص ۱۵ شعبان کے لئے صرف ایک روزہ کا ذکر ہے۔ باقی تین روزوں کی فضیلت یہ ایک مستقل چیز ہے۔

شعبان المعظم کے اس مقدس مہینہ کی پندرھویں رات کو "شبِ برات یا لیلۃ البراۃ" کہتے ہیں۔ یوں تو شعبان کا پورا مہینہ نیکی و ثواب کے حصول کا تو ہے ہی لیکن اس ماہ میں قابل قدر و قابل التفات ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کی درمیانی رات ہے۔ اسی رات میں عمر، رزق، مالداری، مفلسی، عزت ذلت، شادی، غمی اور موت و زندگی کے سارے احکامات کا نقشہ مرتب ہوتا ہے۔

خداوند تعالےٰ آسمان دنیا پر

تجلی فرماتا ہے اور خدا کا منادی فرشتہ پکارتا ہے :-

هل من مستغفر فاغفر لهٗ ۔ ہے کوئی معافی مانگنے والا کہ میں اسے معاف کر دوں ۔

و هل من تائب فاتوب علیہ ۔ اور ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں ۔

و هل من سائل فاعطیہ مسئولهٗ ۔ اور ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اس کی مانگی ہوئی چیز اسے دوں ۔

تمام رات اللہ رب العزت اسی طرح اپنے بندوں سے محبت و شفقت آمیز خطاب فرماتا رہتا ہے اور ہم تک اللہ تعالےٰ کی رحمت کا فیضان بدستور جاری رہتا ہے۔

★ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اسی رات کو جو سال بھر میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سال بھر کی خیر و شر کی بابت جو کچھ اسے کرنا ہوتا ہے فیصلہ فرما دیتا ہے ۔

★ مسند احمد میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی اس رات میں اپنی تمام مخلوق کی جانب ایک خاص توجہ فرماتا ہے اور خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے اور کینہ ور آدمی کے علاوہ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

★ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اے عائشہ ! تم جانتی ہو اس رات (پندرھویں شعبان کی رات میں) کیا ہوتا ہے ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہوتا ہے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جتنے آدمی اس سال میں پیدا ہونے والے ہوتے ہیں اس رات میں وہ سب لکھے جائیں گے اور جس قدر مرنے والے ہوتے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھے جاتے ہیں ۔ اور اس رات میں سب کے سالِ گذشتہ کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور سب کے لئے سال بھر کی روزی اتاری جاتی ہے ۔

★ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں پانچ راتوں میں بندوں کی دعا مستجاب و مقبول ہوتی ہے (۱) شب جمعہ (۲) شب عید الفطر (۳) شب عید الاضحیٰ (۴) شب یکم رجب المرجب (۵) شب برات اسی رات میں حضرت عزرائیلؑ (ملک الموت) کو ایک کتاب (یادداشت) دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ اس صحیفہ میں جن لوگوں کے نام درج ہیں ان کی روحیں اسی سال میں قبض کی جائیں ۔ بندہ غافل موت سے بے خبر دنیا کے کاروبار میں مصروف رہتا ہے ، درخت لگاتا ہے مکان بناتا ہے ، نکاح کرتا ہے ، حالانکہ اس سال میں اس کی موت کا حکم صادر ہو چکا ہے ۔

★ حضرت عطاء بن یسارؒ سے مروی ہے کہ اس رات موت کے فرشتے کو دورانِ سال میں مرنے والوں کی خبر دے دی جاتی ہے اور حکم ہو جاتا ہے کہ ان کی روحیں قبض کر لینا (عجیب معاملہ ہے) کہ وہ شخص باغ لگا رہا ہے ۔ مکانات اور محلات کی تعمیر میں لگا ہے ۔ حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے ۔

"سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں"

★ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے عرش کے نیچے نور کا ایک دریا پیدا کیا اور ایک فرشتہ جس کے دو پر ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور اس کا سر عرش کے نیچے ہے اور دونوں قدم زمین کے ساتویں طبق کے نیچے ہیں ۔ پس جب کوئی بندہ شعبان کے مہینے میں مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس فرشتے کو حکم فرماتے ہیں کہ آبِ حیات میں غوطہ لگا ۔ پھر اس پانی سے فرشتہ نکلتا ہے ۔ اور اپنے دونوں پروں کو جھاڑتا ہے تو پروں سے قطرے ٹپکتے ہیں پھر اللہ تعالےٰ ہر ایک قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اس بندہ کے لئے قیامت تک استغفار کرتا ہے ۔ (فضائلِ شعبان)

اس رات میں کیا کرنا چاہئیے ؟

★ یوں تو ہر نمازِ فرض مسجد میں باجماعت ادا کرنی چاہئیے لیکن اس مبارک رات میں پابندی کے ساتھ مغرب ، عشاء اور فجر کی نماز مسجد میں باجماعت اور صفِ اول میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں ۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ جو شخص مسجدِ جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف (یعنی ٹھہرا رہے) کرے ۔ کہ نماز قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے ــــ حق تعالےٰ شانہٗ اس کے لئے جنّت میں ایک محل بناتے ہیں اور یہ تو مشہور ہے کہ نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گویا کہ نماز کے پڑھتے رہنے کے برابر ہے ۔ دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس کو آدھی رات تک نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے ۔ اور اگر فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کرے تو پوری رات نماز پڑھتے رہنے کا ثواب ملتا ہے ۔

دوسری جگہ حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے ہیں ان کو قیامت کے (ہولناک) دن کے پورے پورے نور کی خوشخبری سنا دے ــــ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے میں کیا اجر و ثواب ہے تو گھٹنوں بلکہ سُرینوں کے بل چل کر (مسجد) آئیں ۔

★ مغرب اور عشاء کے درمیان یا بعد عشاء سونے سے قبل سورۃ سجدہ اور سورہ ملک کی تلاوت کرے ۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے ستّر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستّر برائیاں دُور کی جاتی ہیں ــــ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے عبادت لیلۃ القدر کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے (کذا فی المظاہر) مزید برآں یہ کہ یہ سورتیں اللہ کے عذاب (قبر) سے روکنے والی ہیں اور نجات دینے والی ہیں ۔

★ بزرگوں سے ثابت ہے کہ وہ شب برات کو نماز مغرب کے بعد سورۂ یٰسین تین بار پڑھتے ہیں ۔ اول بار درازئ عمر کی نیت سے ، دوسری بار بلاؤں کو دفع کرنے کے واسطے ۔ تیسری بار خدا کے سوا کسی اور کا محتاج نہ ہونے کے لئے ۔ اور ہر بار سورہ یٰس کے بعد مندرجہ ذیل دعا ایک بار پڑھتے ہیں ۔ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالےٰ ان کی حاجت روائی فرماتا ہے اور سال بھر تک تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے ۔

دعاء

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْہِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ظَھْرَ اللَّاجِئِیْنَ وَ جَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَ اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقْتَرًا عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اَللّٰھُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ وَ حِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاقْتِتَارَ رِزْقِیْ وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرَاتِ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اِلٰھِیْ بِالتَّجَلِّیِ الْاَعْظَمِ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ الَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْھَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَّیُبْرَمُ اَنْ تَکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ وَمَا اَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

ترجمہ :۔ اے میرے اللہ! تو ہی سب پر احسان کرنے والا ہے اور تجھ پر کوئی احسان نہیں کر سکتا۔ اے بزرگی اور مہربانی رکھنے والے اور بخشش و انعام کرنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہی گرتوں کو تھامنے اور بے پناہوں کا پناہ دینے والا اور پریشان حالوں کا سہارا ہے۔ اے اللہ! تو نے مجھے اپنے پاس ام الکتاب میں بھٹکایا ہوا یا محروم یا کم نصیب لکھ دیا ہے تو تو اے اللہ اپنے فضل سے میری خواری، بدبختی، راندگی اور روزی کی کمی کو مٹا دے اور اپنے پاس ام الکتاب میں مجھے خوش نصیب، وسیع الرزق اور نیک کر دے۔ بے شک تیرا یہ کہنا تیری کتاب میں جو تیرے نبی مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں پہنچی ہے سچ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے، جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ اے خدا تجلی اعظم کا صدقہ اس نصف شعبان مکرم کی رات جس میں تمام چیزوں کی تقسیم و نفاذ ہوتا ہے میری بلاؤں کو دور کر خواہ میں ان کو جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں اور جن سے تو واقف ہے بے شک تو ہی سب سے برتر اور بڑھ کر احسان کرنے والا ہے۔ اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو، ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل اور اولاد پر اور صحابہ پر۔

★ چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نماز پڑھیں۔

★ قبرستان جانا سنت اور مستحب ہے۔

قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے :۔

السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم ویرحمنا اللہ و ایاکم دیا) السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر۔

قبرستان میں ہو سکے تو سورۂ یٰس شریف پڑھے اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اپنے اور تمام مرحومین کو بخش دیں یا جو کچھ یاد ہو پڑھ کر بخش دیں۔ قبروں پر پھول چڑھانا، موم بتی جلانا وغیرہ خرافات سے اپنے آپ کو بچائیں۔

★ انفرادی نوافل، تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار، دعا وغیرہ نیک اعمال میں اپنے اوقات کو گذاریں اور امکان بھر اللہ کی اطاعت و عبادت میں لگے رہیں۔ خاص عبادت کی تخصیص نہیں۔ اگر ساری رات جاگ نہ سکیں تو جس قدر عبادت ہو سکے کرنے کے بعد جلد سو جائیں وہ بھی انشاء اللہ عبادت میں شامل ہوگا۔

★ شیخ ابوالحسن بکریؒ فرماتے ہیں کہ اس رات کو خدا تعالےٰ سے انہی الفاظ میں رحمت و بخشش کی دعا مانگنا افضل ہے جو الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کے لئے تعلیم فرماتے ہیں یعنی

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

یہ رات توبہ و استغفار کے لئے بہترین موقعہ اپنے ساتھ لائی ہے۔ صلحاء امت کا اس دعا کا بھی معمول رہا ہے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

★ پندرھویں شب کو عبادت کرنا کثرت سے توبہ و استغفار کرنا اور دن کو روزہ رکھنا۔

کن کن چیزوں سے بچنا چاہیئے؟

★ شب برات میں خصوصیت کے ساتھ مساجد میں چراغ وغیرہ جلا کر مزید روشنی کا اہتمام کرنا۔

★ پرانے برتنوں کی بجائے نئے برتنوں کا استعمال خصوصیت کے ساتھ شب برات کے دن ہی شروع کرنا۔

★ گھروں کو لیپنا پوتنا اور مٹی کورے کا اہتمام کرنا۔

★ مسور کی دال پکانا اور اسے ثواب سمجھنا۔

حلوہ پکانا اور اس میں یہ نکتہ بیان کرنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دندان مبارک کے شہید ہونے پر حلوہ تناول فرمایا تھا۔

یہ خیال کرنا کہ آج کے دن حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت کا دن ہے اور آپ کی شہادت کی فاتحہ میں حلوہ پکانا چاہیئے۔

اس خیال سے گھروں میں کھانا پکا کر رکھنا کہ دورانِ سال میں مرنے والوں کی روحیں اس رات اپنے گھروں میں آکر دیکھتی ہیں کہ ہمارے لئے کچھ پکایا ہے یا نہیں؟

یہ خیال فاسد جمانا کہ شب برات سے پہلے مرنے والوں کی فاتحہ اگر شب برات کے موقع پر نہ کی جائے تو وہ مُردوں میں شامل نہیں ہوتا اور اس کی رُوح اِدھر اُدھر بھٹکتی پھرتی رہتی ہے۔

آتش بازی جو مال کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ خدا کی ناراضی مول لینے کی بھی باعث بنتی ہے۔

قبروں پر پھول چڑھانا، موم بتی وغیرہ جلانا، یہ ساری چیزیں قرآن و حدیث کی مقدس تعلیمات کے خلاف ہیں۔

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ ان رسموں کو مٹانے کی کوشش کرے یہ نہایت نادانی کی بات ہے کہ جس شب کو خیر و برکت حاصل کرنے کا ان کو موقعہ دیا گیا ہو وہاں ایسے ایسے خرافات اور لہو و لعب میں وقت گزارے کہ محرومی اور بے نصیبی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے۔

اللہ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور بابرکت ماہ کی بے انتہا نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین ثم آمین!

بقیہ : خطبہ جمعہ

"تم بھی نئے نئے کام نکالوگے اور لوگ تمہارے لئے نئی نئی صورتیں عبادت کی نکالیں گے۔ خوب سمجھ لو کہ ہر نیا طریقۂ عبادت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

حضرت حسن بصری قدس سرہٗ نے فرمایا :۔

"بدعتی نماز روزہ میں جتنا زیادہ مجاہدہ کرتا ہے اتنا ہی اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے (کہ اس کی بنیاد درست نہیں)

نیز آپؒ نے فرمایا :۔

"کہ بدعتی کے پاس مت بیٹھو وہ تمہارا دل بیمار کر دے گا۔"

حضرت سفیان ثوری نے خوب بات کہی :۔

"عمل کے بغیر کوئی قول مستقیم نہیں۔ جبکہ نیت کے بغیر نہ قول ہے نہ عمل اور سنت کے بغیر کسی کا بھی اعتبار نہیں۔"

اور ابو عمرو شیبانی فرماتے ہیں کہ بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی (کیونکہ وہ تو اپنے عمل کو عبادت سمجھتا ہے)

میرے دوستو اور عزیزو!

قرآن و سنت کے ارشادات اور اکابر کے اقوال اتنے واضح ہیں کہ مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔ بس اسی پر اکتفا کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب کی توفیق دے۔

بقیہ : تنزانیہ

ہیں۔ بالکل مسلمان اور عیسائی خواتین کی طرح۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تقریباً ایک سو سال سے مسلمان اور عیسائی اکٹھے رہ رہے ہیں۔ بعض قبائل میں دلچسپ صورتِ حال دیکھنے میں آتی ہے۔ دونوں مذاہب خاندان میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ماں باپ مسلمان ہیں تو چچا چچی عیسائی۔

شہری حلقوں میں، دیہات کی نسبت طلاق کا رواج زیادہ ہے۔ غیر مسلموں میں بغیر نکاح کے زندگی گذارنے کا عام رواج ہے۔ کئی کئی سال نکاح کے بغیر رہا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ چار پانچ بچے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔

تنزانیہ

ظلم کی چکی میں پستی ہوئی مسلمان اکثریت

اسلامی دنیا کے لئے لمحۂ فکریہ

محمد سمیع اللہ صاحب، اسلام آباد

رقبہ اور آبادی

مشرقی افریقہ کے تین ممالک کینیا، یوگنڈا اور تنزانیہ میں تنزانیہ سب سے بڑا ملک ہے۔ یہ براعظم افریقہ کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں کینیا اور جھیل وکٹوریہ، شمال مغرب میں یوگنڈا، مغرب میں جھیل ٹانگانیکا اور زائرے، جنوب مغرب میں زمبیا اور ملاوی، جنوب مشرق میں موزمبیق اور مشرق میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔

۱۹۷۹ء کی سرکاری مردم شماری کے مطابق تنزانیہ کی آبادی ایک کروڑ ستر لاکھ ہے۔ جس میں سے ۹۰ فیصد مختلف نسلوں کے افریقی ہیں اور باقی ۱۰ فیصد ایشیائی عرب اور یورپی اقوام ہیں۔

مردم شماری کے اعداد و شمار مذہبی لحاظ سے کوئی اطلاع بہم نہیں پہنچاتے۔ ۱۹۶۷ء کی سرکاری مردم شماری کے مطابق کل آبادی کا ۶۰ سے ۷۰ فیصد کا حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ ۱۹۷۸ء کی مردم شماری میں مذہبی لحاظ سے اعداد و شمار جمع ہی نہیں کئے گئے تاکہ مسلمانوں میں اپنی اہمیت کا شعور اور طاقت کا احساس نہ پیدا ہو۔ چنانچہ آبادی کی اکثریت پر مشتمل ہونے کے باوجود وہ سیاسی لحاظ سے پس منظر میں ہیں لیکن ۱۹۸۰ء میں وزارتِ اطلاعات و ثقافت کے جاری کردہ بیان کے مطابق مسلمان ۷۰ فیصد ہیں۔ دوسرے نمبر پر عیسائی ہیں جن کی اکثریت رومن کیتھولک ہے۔

مسلم اکثریت کے علاقے

تنزانیہ میں لینڈ کے اردگرد پانچوں جزیروں میں سو فیصد مسلمان اکثریت ہے۔ یہ پانچ جزیرے زنجبار، پمبا، مافیا، کلواکس وانی اور کلواکس کونجی ہیں۔ دیگر علاقے وہ ہیں جو شمال سے جنوب تک ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ ان میں ٹانگا کا علاقہ، ٹانگا کے شمالی علاقے، دارالسلام کے شمال میں واقع سادانی اور باگاموروکے اضلاع، دارالسلام کا علاقہ، دارالسلام شہر کے جنوب میں روفی جی کے اضلاع، لنڈا اور کلوا کے اضلاع، ناچین گوڈیا کا ضلع اور رووما کے علاقے شامل ہیں۔ مسلمانوں کے خاندان مندرجہ ذیل قبائل میں پائے جاتے ہیں:۔

زگنا، دیگو، لوگورو، زرامو، ٹنٹبنی، کوتو، گنڈو، ماچنگا، تنزانوی ماکنڈے اور پاو۔ تنزانیہ کے مغرب سے لے کر مشرق تک مرکزی لائن کے اردگرد مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

جہاں تک شہروں کا تعلق ہے مندرجہ ذیل شہروں میں مسلمانوں کی گنجان آبادیاں پائی جاتی ہیں۔ دارالسلام شہر، کلوسعا، موروگورو، دودوما، ٹانگا، من پونی، انی کی، تبورا، ارمبو، کلیبوا، یوون زا، گروکا اور جھیل، ٹانگانیکا کے ساحلوں پر انتہائی مغرب میں یوجی جی۔

تقریباً تمام ضلعی اور علاقائی صدر مقامات میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مثلاً سنگی دا، کمہاما، مون زا، بجوبا، کائی گوما، یوجی جی، مپندا، کندوا، شن ین گا، موشی، موروگورو، کلوسا، کورگ وے، ہندینی، کیوم بوائی، اور ارنگا۔ ان اعداد و شمار سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ تنزانیہ کی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ بیس میں سے تیرہ علاقے (Regions) مسلمانوں کے ہیں۔

ورودِ اسلام کی مختصر تاریخ

۹۵۰ء ہی سے ساحلوں پر مسلمان تاجروں کی موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔ مشرقی افریقہ آنے والے اکثر مسلمانوں کا تعلق حضرموت سے تھا۔ اس کے بعد عمانی عرب آئے جنہوں نے زنجبار، کلوا، مافیا اور باگاموپو میں مختصر نوآبادیاں قائم کیں۔ عمانی حکمرانوں کے بعد جب شیراز سے تعلق رکھنے والے سعید بن سلطان نے زنجبار پر توجہ مبذول کی۔ (۱۱۵۰ء) اور وہاں اپنی حکومت کی تو اسلام کو مزید تقویت پہنچی۔ اور اندرون ملک لوگوں نے اسلام قبول کرنا

شروع کر دیا۔ شیراز اور بنتو کی مختلف مسلمان آبادیوں اور حضرموت کے عربوں کے باہمی ارتباط کی وجہ سے سواحلی زبان اور کلچر وجود میں آئے۔ عرب اور سواحلی مشترکہ اثر و نفوذ اندرون ملک میں سترھویں صدی ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ زیورات اور کپڑوں کے بدلے میں ہاتھی دانت وغیرہ عام ہونے لگی۔ اسی اثنا میں جبکہ ساحلی آبادیوں میں اضافہ ہو رہا تھا، بہت سے افریقیوں نے جن میں زیادہ تر بنتو تھے اسلام قبول کر لیا۔

اسلام کی اشاعت ابتداء میں زیادہ تر عمان اور حضرموت کے عربوں کے ساتھ انفرادی روابط کی وجہ سے ہوئی، بعد میں ساحلوں پر آباد سواحلی لوگوں نے اسلام کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا۔

پھر یورپ سے عیسائی مشنری آ گئے۔ انہوں نے عیسائیت کی تبلیغ اور تعلیم شروع کر دی۔ انہوں نے مختلف امدادی کاموں کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کیا۔ گرجے، ہسپتال، سکول، لائبریریاں تعمیر کیں۔ بڑے بڑے فارم بنائے اور لوگوں کو زراعت اور کاشتکاری کے بہتر طریقے سکھائے۔ انہوں نے قبائل کے درمیان امن و امان قائم کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ درحقیقت عیسائی مشنریوں نے ملک کی مادی ترقی میں خاصا حصہ لیا۔ کچھ مسلمانوں نے عیسائی سکولوں میں کنڈر گارڈن سے لے کر سیکنڈری سطح تک دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس میں مضمر تیکھے اثرات اور پروپیگنڈے کی وجہ سے ان کا اسلامی تشخص مجروح ہوا۔

مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی صورت حال

مذہبی اور دنیاوی نکتہ نظر سے

تنزانیہ میں نظام تعلیم کا زور دنیاوی (سیکولر) تعلیم پر ہے۔ اور مذہب کو مختلف مذہبی تنظیموں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس طرح دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے مسلمان بہت پسماندہ ہیں۔ جبکہ ملک کی آبادی میں مسلمان ستر فیصد سے کم نہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا بھی کوئی باقاعدہ انتظام نہیں۔ سوائے ان چند ابتدائی سکولوں کے جہاں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے۔

بہت سے مسلمانوں کے شہروں میں چھوٹے بچے قرآنی مدارس میں سواحلی زبان میں پڑھتے ہیں۔ اور مدارس کو چو (CHUO) کہا جاتا ہے۔ تقریباً چھ مہینے میں وہ عربی کے حروف تہجی اور آخری پارے کی سورتیں یاد کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد اسلامیات پڑھی جاتی ہے جس میں نماز، روزہ، خطبات جمعہ، عیدین وغیرہ کے مسائل پر زیادہ زور دیا جاتا ہے لیکن عموماً عربی زبان کی تعلیم نہیں دی جاتی اور نہ ہی اسلامی تاریخ، چار اماموں کے فقہ اور دوسرے اہم اسلامی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

تاہم ملک میں کچھ ایسے مدارس ہیں جن میں ثانوی سطح تک اسلامیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ مدارس مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ دارالسلام میں مصری حکومت کا ۱۹۶۶ء میں قائم کردہ اسلامی مرکز۔ اس کی تنظیمی اور انتظامی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

۲۔ انتہائی مغرب میں یوجی جی کائی گوما میں غزال مسلم سکول، یہ ۱۹۵۲ء میں قائم ہوا تھا۔ کچھ مخیر مسلمان اسے چلا رہے ہیں۔ اس مدرسہ سے کافی امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

۳۔ بوکوبا (شمال مغرب) میں کٹورو مسلم سکول، یہ بھی انفرادی سطح پر شیوخ حضرات چلا رہے ہیں۔ یہ اگرچہ چھوٹا سکول ہے لیکن قابلِ تعریف انداز میں چلایا جا رہا ہے۔

۴۔ ٹانگا مسلم سکول، یہ ایک معروف مدرسہ ہے۔ اس نے بہت سے لائق طلبہ پیدا کئے ہیں۔ تاہم صحیح تنظیم کی کمی ہے۔

۵۔ کنڈوا مسلم سکول تبلیغی جماعت کے چند سرگرم حضرات نے حال ہی میں یہ سکول قائم کیا ہے۔ لیکن یہاں مناسب مالی ذرائع نہیں نہ صحیح اساتذہ ہی میسر ہیں۔

۶۔ "الحرمین" (پوسٹ بکس نمبر ۲۱۴۲۲ دارالسلام) کے نام سے سعودی عرب کی مالی امداد سے ایک نیا مدرسہ قائم کیا جا رہا ہے جس میں اعلیٰ سطح پر اسلام کی تعلیم دی جائے گی۔ اس نے ۱۹۸۲ء کے آخر تک مکمل ہو جانا تھا۔ تنزانیہ کے مسلمانوں کی اعلیٰ اسلامی تعلیم کی ضروریات بہت حد تک اس سے پوری ہو جائیں گی۔ اگر اس جامعہ نے صحیح نہج پر کام شروع کر دیا۔

اس کے علاوہ کسی دیگر مدارس ہیں جنہیں شیوخ حضرات، انفرادی سطح پر اپنے اپنے گھروں میں چلا رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت ملک میں تقریباً پانچ سو مکاتب۔ ان میں سے بہت سے ابھی محض ابتدائی مراحل طے کر رہے ہیں۔

چونکہ تنزانیہ ایک اسلامی ملک نہیں

ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان ہر شعبے میں خواہ وہ مذہبی یا سیکولر، معتد بہ تعلیم حاصل کریں، ملک میں اسلام کی تعلیم تبلیغ اور پروپگنڈے کے لئے اور دیگر مذاہب اور اسلام کے درمیان توازن قائم کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔

تعلیمی اور سیاسی پسماندگی

تمام تعلیمی اداروں میں بالخصوص اعلیٰ تعلیم کے میدان میں مسلمان اقلیتی حیثیت میں ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریتی حیثیت (۵۸٪) فقط پرائمری سکولوں میں ہے۔ لیکن جوں جوں اوپر جائیں یہ تناسب کم پڑتا جاتا ہے۔ ثانوی سکولوں میں تناسب کم ہو کر ۱۵ سے ۲۰ فیصد رہ جاتا ہے اور یونیورسٹی کی سطح تک پہنچتے پہنچتے فقط ۵ فیصد رہ جاتا ہے۔ یہ صورتِ حال از حد افسوسناک ہے۔

یورپ کے عیسائی مشنری آئے تو ساتھ ہی لادینی (سیکولر) نظام تعلیم بھی آیا۔ یہ مشنری فطری طور پر اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ چنانچہ سیکولر علم حاصل کرنے کے لئے ایک مسلمان کو لامحالہ اپنا مذہب بالائے طاق رکھنا پڑتا تھا۔

آزادی کی تحریک چلی تو استعمار کو شکست دینے کے لئے کچھ عیسائی بھی مسلمانوں کے ساتھ آ ملے۔ ۱۹۶۱ء میں آزادی حاصل ہو گئی۔ چونکہ تعلیم کے شعبے میں مسلمان عیسائیوں سے پیچھے تھے، اس لئے مؤخر الذکر حکومت پر چھا گئے۔ ۱۹۶۱ء سے لے کر اب تک حکومت اور پارٹی کی دو تہائی سے زیادہ آسامیوں پر عیسائیوں کی اجارہ داری ہے۔ دفاتر اور دوسرے اداروں میں مسلمانوں کی اکثریت زیریں طبقات پر مشتمل ہے۔

اس صورتِ حال کے پیشِ نظر سیاسی طور پر مسلمانوں کے پاس کوئی طاقت نہیں۔ اگر کسی کونے کھدرے میں مسلمان نظر آ بھی جائیں تو وہ محض نام کے مسلمان ہوتے ہیں۔ عمل کے لحاظ سے ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

مسلمانوں کی زبوں حالی

بہت کم مسلمان ایسے ہیں جو اسلامی تشخص کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہ زیادہ تر شیوخ ہیں اور عام طور پر ساحلی علاقوں میں ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ عام مسلمانوں میں سے کچھ، بڑے قصبات میں پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں۔ بہت جمعہ کی نماز کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو ربیع الاول کے مہینے میں میلاد مناتے ہیں۔ جو اور خاص طور پر نئے تعمیر شدہ مکان کے افتتاح کے وقت، نومولود بچے کا سر منڈاتے وقت یا نکاح کی رسم ادا کرتے وقت کچھ رسوم مناتے ہیں۔ اکثر مسلمان مرد، مسلمان عورتوں سے شادی کرتے ہیں۔ لیکن کچھ بالخصوص جدید تعلیم یافتہ مسلمان غیر مسلم لڑکیوں سے بھی شادی کر لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں شادی، جج یا ایریا کمشنر کی عدالت میں طے پاتی ہے۔ جو سرکاری بلازم ہوتا ہے اور ضروری نہیں کہ مسلمان ہی ہو۔ مہر کی رقم خاصی بڑی ہوتی ہے اور عام طور پر دلہن کے والدین کو ادا کی جاتی ہے۔

مسلمان مرد عام طور پر پتلون قمیض پہنتے ہیں۔ ٹوپی کا استعمال بہت کم ہے۔ لیکن جمعہ کے دن "کنزو" قسم کا سفید لباس اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ یہ لمبے گاؤن اور لمبے بازوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ معمر مسلمان یہی لباس پہنتے ہیں۔

مسلمان عورتیں "خانگا" پہنتی ہیں اور عام طور پر برہنہ سر رہتی ہیں۔ کبھی کبھی تو قمیص صرف گھٹنوں تک آتی ہے۔ صرف ساحلی شہروں میں اور اندرون ملک کے چند قصبات میں سیاہ رنگ کا نقاب پہنا جاتا ہے۔ مسلمان اور عیسائی مرد آپس میں گھلے ملے ہوئے

بقیہ: حضرت لاہوریؒ کا . . . .

قدس سرہٗ کی ان خدمات پر مفصّل تحقیق کی جائے اور پورے بسط کے ساتھ یہ حقائق سامنے آئیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ آپ نے کس طرح جم کر قرآن کی خدمت کی کون کون لوگ تھے جنھوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمّذ تہہ کیا؟ اور پھر انہوں نے استاذِ محترم کی سنّت مبارکہ پر کس طرح عمل کیا؟ میرے نقطۂ نظر سے حضرت لاہوریؒ کا یہی اصل کارنامہ ہے کہ انہوں نے صبغۃ اللہ میں ہزاروں لوگوں کو رنگ دیا — اور قرآن کو ان کی روح کی غذا بنا دیا ——— کشف و کرامات سب مسلّم اور ان کا اپنا مقام بھی تسلیم، لیکن استقامت علیٰ خدمت قرآن اور اتباع سنن نبوی کے مقابلہ میں نہ کشف کی اہمیّت ہے نہ کرامات کی ——— اسی لئے میری خواہش ہے کہ حضرت لاہوریؒ کو دیکھنے والے جو ابھی موجود ہیں وہ آگے بڑھیں اور اپنی یادداشتوں سے ہمیں مطلع کریں تاکہ ایک تفصیلی دائرۃ المعارف

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

انجمن کے شب و روز

ترتیب: ظہیر میر

۲۸۔اپریل بروز جمعرات:۔ حسبِ معمول حضرتِ اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر منعقد کرائی اور مختلف علاقوں سے آئے ہوئے حضرات کے مسائل سُنے اور ہدایات فرمائیں۔

۲۹۔اپریل بروز جمعہ: حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی، خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور بعد نماز جمعہ خواہشمند حضرات سے ملاقات کی ان کی پریشانیاں اور لوگوں کی شکایات سُنیں اور ان کی تسلی و تشفی فرمائی۔

۳۰۔اپریل بروز ہفتہ: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے لاہور کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے جماعتی احباب سے تنظیمی صورتِ حال کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا۔ اور انہیں تازہ ترین ملکی جماعتی صورتِ حالات سے آگاہ کیا۔

یکم مئی بروز اتوار: صبح ساڑھے سات بجے جامع مسجد شہداء ریگل چوک میں تعلیم القرآن سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و انعامات منعقد ہوا۔ تعلیم القرآن سوسائٹی کے زیر اہتمام درجنوں مدارس میں طلبہ کو قرآن ناظرہ اور حفظ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لا کالج کے لائبریرین اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا قاری ظریف صاحب اس سوسائٹی کے صدر ہیں۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اس سوسائٹی کے سرپرست ہیں۔ اور اکثر سوسائٹی کے زیر اہتمام چلنے والے مدارس میں قاری ظریف صاحب حاجی ظہیر الدین کے ہمراہ انسپکشن کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اس سوسائٹی نے مستقل طور پر ایک انسپکٹر حضرت مولانا قاری مقبول الرحمٰن کو مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ پورے خلوص، لگن اور محنت سے اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اللہ انہیں دین و دنیا کی کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔ جناب حاجی ظہیر الدین صاحب اس سوسائٹی کے روح رواں اور سیکرٹری جنرل ہیں۔ سوسائٹی کو کامیابی سے چلانے کے لئے حاجی صاحب کی ذات کو جتنا خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

سوسائٹی کا سالانہ جلسہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ حضرت الامام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب اس جلسہ کے مہمان خصوصی تھے۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد کے سابق ہر دلعزیز پروفیسر اور حضرت اقدس لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی اور حضرت لاہوری رحمہا اللہ سے محبت و عقیدت اور کمال درجے کا عشق رکھتے ہیں۔ واہ کینٹ میں آپ کا درس قرآن و حدیث خاصی شہرت رکھتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اس درس میں اب تک تین مرتبہ قرآن عزیز ختم ہو چکا ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ بھی سالانہ درس قرآن کے موقع پر ہر سال واہ کینٹ تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب جیسی مقبولِ خاص و عام بے لوث اور انتھک شخصیت ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ ملک کے اکثر حصّوں میں لوگ آپ کے دینی اور روحانی فیض سے سیراب ہو رہے ہیں۔ اور خصوصاً کوہاٹ، بنوں، ایبٹ آباد، راولپنڈی، پشاور، واہ کینٹ اور ان کے ملحقہ علاقوں میں تبلیغ اسلام اور درسِ حدیث و قرآن کے سلسلہ میں اکثر تشریف لے جاتے ہیں۔ تحریری سطح پر بھی حضرت قاضی صاحب خاصی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کا سایۂ شفقت و رحمت تادیر ہمارے سروں پر سلامت

رکھے۔ حضرت قاضی صاحب نے تعلیم القرآن سوسائٹی کے اس جلسہ سے بڑا پُر مغز خطاب فرمایا۔ اور لوگوں کو قرآنی علوم سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے خطاب فرماتے ہوئے حاجی ظہیر الدین صاحب اور قاری ظریف صاحب کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت اقدس نے سوسائٹی کی خدمات کو سراہا۔ اور دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو بہتر صلہ عطا فرمائے جو قرآنی علوم کی ترویج و اشاعت میں ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ حضرت اقدس نے کامیاب طلبہ میں انعامات اور اسناد تقسیم فرمائی۔

اسی دن حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ سمن آباد تشریف لے گئے۔ وہاں جامع مسجد خضراء میں حسب معمول مجلس ذکر منعقد کرائی مجلسِ ذکر کے بعد خطاب فرمایا۔ عشاء کی نماز بھی وہیں ادا فرمائی۔ غذائے روح کے بعد ڈاکٹر عبید اللہ قاری ظریف صاحب، پروفیسر اسلم صاحب اور دیگر اہل علم حضرات کی معیت میں غذائے جسم کے موقعہ پر حسب سابق دلچسپ علمی گفتگو جاری رہی جس میں مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوا۔ واپسی پر حضرت اقدس ہسپتال تشریف لے گئے۔ اور بعض مریضوں کی عیادت مسنونہ کی۔

۲ مئی بروز پیر:۔ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا قاری عبید اللہ صاحب سے ملاقات کی۔ حضرت مولانا پچھلے کچھ عرصہ سے سخت علیل ہیں۔ اور ہسپتال میں ابھی آپریشن سے فارغ ہوئے ہیں۔ حضرت میاں اجمل قادری صاحب نے حضرت اقدس کی طرف سے عیادت فرمائی۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب جامعہ اشرفیہ کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور اولیائے کاملین میں سے تھے ان کا شمار عُشاق میں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپریشن کے لئے ٹانگ کٹوانا پڑی۔ ڈاکٹروں نے آپریشن سے پہلے بے ہوش کرنا چاہا۔ اور یہ شرعاً جائز ہے۔ حضرت مفتی صاحب ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے ٹانگ تن سے جدا کر دی اور آپ نے اُف تک نہ کی اور اس طرح صبر و ضبط اور عشق خدا کی اعلیٰ مثال قائم کر دی۔ حضرت مفتی صاحب حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے گہرا تعلق تھا۔ جب لاہور تشریف لائے تو فرمایا کہ بچیوں کی اصلاح کا ذمہ آپ کے سر ہے اور بچوں کی تربیت میرے ذمہ رہی۔ چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسۃ البنات کا اجراء فرمایا تھا جو بحمد اللہ آج تک پوری شان و شوکت سے قائم ہے۔ حضرت مفتی حسن صاحب سنت رسول اللہ کے سختی سے پابند تھے۔ ایک دفعہ اہلیہ محترمہ (اللہ انہیں مکمل صحت کے ساتھ سلامت با کرامت رکھے) حج سے واپس تشریف لا رہی تھیں۔ آپ انہیں لینے کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔ وہیں انتقال ہو گیا۔ احباب نے لاہور کے لئے ہوائی جہاز کا انتظام کیا تا کہ جامعہ اشرفیہ میں دفن کیا جائے۔ لیکن حضرت مفتی صاحب کی اہلیہ نے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ اگر میں ریل گاڑی میں انتقال کر جاؤں تو راستے میں جو سب سے پہلا اسٹیشن آئے مجھے وہیں دفن کر دینا۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن کراچی میں ہے۔ حالانکہ آپ کے بال بچے سب کچھ لاہور میں ہے۔ لیکن سنت رسول اللہ سے ایک انچ بھی ادھر نہیں ہٹے۔

سفر کراچی سے پیشتر حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے نفسی خدا خوفی اور کشف کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ دفتر کو دفتر خدام الدین میں فون آیا کہ حضرت مفتی صاحب حضرت لاہوریؒ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ آپ جس وقت ارشاد فرمائیں جامعہ اشرفیہ پہنچ جاؤں گا۔ لیکن مفتی صاحب نے فرمایا کام چونکہ میرا ہے لہٰذا شیرانوالہ آنے کی اجازت دیں۔ چنانچہ عصر کا وقت طے ہو گیا وقت مقررہ پر حضرت مفتی صاحب حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کی معیت میں تشریف لے آئے تو حضرت نے تشریف آوری کی غرض دریافت کی تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ میرے خاتمہ ایمان کی دعا فرمائیں اس پر حضرت نے فرمایا کہ آپ دعا فرمائیں ہم آمین کہتے ہیں لیکن حضرت مفتی صاحب نے اصرار فرمایا کہ آپ دُعا فرمائیں ہم آمین کہیں گے اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ کہہ کر حضرت نے طویل دُعا فرمائی کہ تینوں بزرگوں کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔

اسی شب حضرت مفتی صاحب کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا قاری عبید اللہ صاحب جو حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے ان کے استقبال کے لئے کراچی پہنچ گئے جب وہ حضرات بعافیت کراچی تشریف لے آئے ملاقات ہو گئی تو اسی رات حضرت مفتی صاحب کا وصال ہو گیا رحمۃ اللہ علیہ واسعًا وکثیرًا۔

آسماں تیری لحد پر گوہر افشانی کرے

میاں اجمل صاحب نے مولانا عبید اللہ صاحب سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ خصوصًا بچیوں کے اُس سکول کا نصاب زیر بحث آیا۔ جو جامعہ اشرفیہ کے زیر اہتمام ماڈل ٹاؤن میں بڑی اہم دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب نے بڑی دعاؤں سے نوازا۔

۵ مئی بروز جمعرات:۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ اور مجلسِ ذکر کے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ نماز عشاء کے بعد دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کی شکایات سنیں اور اُن کی تسلّی و تشفی کر کے انہیں فارغ کیا۔ رات ایک بجے مدرسہ قاسم العلوم کی لائبریری میں حضرت اقدس نے بعض خاص احباب سے ملاقات فرمائی۔ اور ان ساتھیوں کے ساتھ ماحضر تناول فرمایا۔ اس کا اہتمام ہمارے مخلص پیر بھائی جناب خالد بٹ نے کیا تھا۔ حضرت اقدس نے بہت سی دعاؤں سے نوازا۔ انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام شائع ہونے والا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے اور حاشیے والا قرآن پاک جس کا نیا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ اس کا اہتمام حضرت اقدس کی اجازت سے گوجرانوالہ کے دو سعادت مند ساتھیوں جناب طفیل بٹ صاحب اور جناب ازہر صدیق صاحب نے کیا ہے۔ حضرت اقدس نے ان ساتھیوں کے لئے بھرپور دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے (آمین) قرآن عزیز کا تازہ ایڈیشن انشاء اللہ العزیز مئی کے آخر تک شائع ہو جائے گا۔

۶ مئی بروز جمعۃ المبارک:۔ حضرات اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد مختلف حضرات کے مسائل سُنے اور اُن کی تسلّی و تشفی فرما کر انہیں

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے۔ مدیر

ادراک الفضیلۃ فی الدعاء بالوسیلۃ

مولانا حافظ ریاض احمد صاحب اشرفی رحمہ اللہ تعالےٰ کا وسیلہ سے متعلق ایک نہایت قیمتی مضمون جنگ راولپنڈی میں شائع ہوا ہے ان کی اجازت سے مکتبہ عثمانیہ نے شائع کیا اور ساتھ ہی مولانا مفتی سید عبدالشکور ساہیوال سے درخواست کرکے ایک مضمون شامل کر دیا۔ دونوں مضمون بڑے معرکہ کے ہیں اور وسیلہ کے ضمن میں پھیلائی ہوئی مختلف النوع غلط فہمیوں کا ازالہ کرکے مسلک اہلسنت کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے مکتبہ عثمانیہ ہرنولی ضلع میانوالی نے اچھے انداز سے رسالہ کو شائع کیا ہے قیمت -/۵ روپے ہے۔ تبلیغی نقطہ نظر سے اس کی اشاعت بے حد ضروری ہے۔

کنز الایمان کا تنقیدی جائزہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ اور ان کے شاگرد رشید مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی تفسیر پر مختلف ممالک پر جب سے پابندی لگی ہے۔ ان حضرات کے خوشہ چین یہاں جز بز ہو رہے ہیں اس صورت حال کے پیش نظر اہل علم نے اس طرف توجہ دی تاکہ علمی طور پر اس ترجمہ و تفسیر کا تجزیہ ہو سکے۔ فاضل دوست مولوی محمد اقبال صاحب نعمانی نے بڑی محنت سے یہ کتابچہ مرتب کیا ہے جس میں ٹھوس علمی انداز سے ترجمہ و تفسیر میں موجود غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نعمانی صاحب نے اعتدال کے بلند بانگ داعی پیر محمد کرم شاہ صاحب کے ترجمہ و تفسیر اور کنز الایمان کا چند مقامات سے تقابل بھی پیش کیا ہے تاکہ واقفانِ حال مختلف حضرات کے مختلف رُخوں سے واقف ہو سکیں اور آخر میں علم حدیث کے حوالہ سے اعلیٰ حضرت کی "علمی جلالت" کا پردہ چاک کیا گیا ہے جو بہت خوب ہے۔

انتہائی خوبصورت رسالہ ہے ۵۰/۴ میں جامع مسجد محمدیہ حنفیہ کریم پارک بلاک ۲، بیبیا روڈ سے حاصل کریں ــــ بلکہ کثرت سے پھیلائیں۔

فتاوےٰ اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی اور ان کے حلقہ کے ذمہ دار حضرات کی تحریرات کا یہ گلدستہ مولانا ابوالخیر اسدی نے مرتب کیا ہے ــ مولانا اسدی ایک مصلح اور مخلص قسم کے مبلغ انسان ہیں۔ ان کی تحریرات میں خلوص کی چاشنی ہوتی ہے۔

اس رسالہ میں انہوں نے بریلوی احباب کے لئے بریلوی اکابر کی تحریرات جمع کی ہیں تاکہ جن مسائل پر آج ہنگامے ہیں ان کے متعلق عزیزان گرامی اپنے بڑوں کا ذوق دیکھ سکیں۔ مثلاً بلند قبروں کے متعلق اعلیٰ حضرت کا قول ہے۔ "بلندی قبر میں حدِ شرع ایک بالشت ہے" عورتوں کی عرسوں اور قبرستانوں میں حاضری حرام لکھی ہے اسی طرح قوالی کے متعلق ایک صاحب کے اس ارشاد پر کہ میں ایسے درجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ مجھ پر اب کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ــــ ہاں پہنچا ضرور، مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

الغرض اسی قسم کے فتاوٰے وارشادات کا یہ مجموعہ ہے۔ اسے بکثرت پھیلا کر ثواب حاصل کریں شاید بریلوی دوست غلط نظریات ورسومات سے تائب ہو جائیں اور امت کا خلفشار ختم ہو جائے۔

۳/۵۰ ہیں (جو بڑی مناسب قیمت ہے) پاک اکادمی دکان ۲۲ء جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی سے منگوائیں۔

شہادت امام حسینؓ و کردار یزید

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کے مکاتیب کا اردو ترجمہ ایک عرصہ قبل پروفیسر انوار الحسن صاحب شیرکوٹی مرحوم نے شائع کیا تھا اس میں ایک مکتوب (م ۹) مولانا فخر الحسن گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام ہے حضرت نانوتوی کی عظیم شخصیت، آپ کا علمی وقار اور ٹھوس طرز استدلال ایک مسلّم امر ہے مکتوب مبارکہ میں جا بجا اس کی تصدیق ہوگی اور اس کو پڑھ کر افراط و تفریط سے بچنا آسان ہوگا اور اسی کی شدید ضرورت ہے۔

رسالہ کے ابتداء میں بعض صحیح الفکر حضرات کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے متعلق ایک مرتبہ ہی نہیں دس مرتبہ ہم عرض کریں گے کہ اس سے تمامتر فائدہ سبائیوں کو ہوگا۔ جو ایک عرصہ سے امت مسلمہ کے خلاف سرگرم عمل ہیں اور ایک متوازی دین و شریعت کے علمبردار ہیں۔ ہمارے بعض بزرگوں اور عزیزوں کو کسی کے متعلق اگر کوئی شک ہے تو علمی طریقہ سے گفتگو زیادہ انسب ہوگی اور مسلک حقہ کی یہی اصل خدمت ہے۔

۷/- روپے ہیں یہ رسالہ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کرم آباد وحدت روڈ سے دستیاب ہے۔ ضرور حاصل کر کے مطالعہ فرمائیں۔

برصغیر پاک و ہند کے قدیم عربی مدارس کا نظام تعلیم

ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور کا شائع کردہ یہ یہ رسالہ پروفیسر بختیار حسین صاحب صدیقی کے قلم سے ہے۔ دس روپے اس کی قیمت ہے۔ قدیم عربی مدارس کا نصاب کیا تھا؟ یہ کب اور کیونکر معرض وجود میں آیا؟ اس میں مختلف وقتوں میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟ اس پر مصنف نے محنت سے کلام کیا ہے کہیں کہیں وہ زلّتِ قلم کا شکار بھی ہوئے ہیں تاہم بہ حیثیت مجموعی یہ رسالہ قابل قدر ہے۔

غسل وضو، اذان واقامت اور ـــ جنت کی بشارت

محب مکرم مولانا ظفر احمد قادری کے یہ دونوں رسالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو جذبہ و لگن عطا فرمائی ہے اس کے پیش نظر وہ اب تک دسیوں رسائل لکھ کر مخلص احباب کے تعاون سے یا تو مفت تقسیم کر چکے ہیں یا برائے نام قیمتوں پر تبلیغ کے جذبہ سے فروخت!

پہلے رسالہ میں غسل وضو اور اذان واقامت کے مستند مسائل ہیں اور دوسرے میں ان تدابیر و وظائف کا ذکر ہے جن کے سبب انسان جنت کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ دونوں رسالے مکتبہ قادریہ واہگہ ضلع لاہور سے ۵/۵۰ اور ۳/۵۰ روپے میں دستیاب ہیں واجبی اور مناسب قیمت ہے ـــ اصلاح و تبلیغ کے جذبہ سے ان کی اشاعت ہر مسلمان پر لازم ہے۔

تحقیق عجیب

سایۂ رسول علیہ السلام پر

یہ رسالہ مولانا محمد انور کلیم نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے ایک علمی مسئلہ ہے۔ اس لئے زبان علمی ہے، دلائل مضبوط ہیں اور طالب علم برادری کے لئے دقیع چیز ہے۔ ۲/- روپے میں مکتبہ دار العلوم

منظور شدہ ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۲۱ ۱۶۳۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۸۱-۴۶۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمہ تعلیم ۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۲۹/۷/۲۷۶۶-۹ D.D.O مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۲/۸۰-۱۰-۱۵۴۱ مورخہ ۳ اپریل ۶۴ء

حضرت لاہوری قدس سرہٗ کا ترجمہ

عکسی قرآن مجید

طباعت کے
آخری مراحل میں ہے

ملک بھر کے لئے سول ایجنٹ

المکتبہ المدنیہ، ۱۷- اردو بازار، لاہور

کو مقرر کیا گیا ہے جو تمام چھوٹے بڑے شہروں اور قصبات میں فراہمی کا بندوبست کریں گے۔ تاکہ شائقین کو کسی قسم کی زحمت برداشت نہ کرنی پڑے۔



خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں

محمد ازہر صدیق، محمد طفیل بٹ کنٹرولر اشاعت قرآن حکیم، انجمن خدام الدین، لاہور